سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 1

۱۳۲۰ھ

مسائل سماع

قوالی کے مسئلے

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
مسائل سماع ۱۳۲۰ھ
(قوالی کے مسئلے)

مسئلہ ۴۲تا۴۶: از ریاست ککینہ ضلع رنگ پور ملک بنگالہ مرسلہ مولوی عبداللطیف ہزاری ۳رمضان ۱۳۲۰ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل میں :

(۱) متصوفہ زمانہ جو مجلس سماع وسرود مرتب کرتے ہیں جس میں راگ و رقص ومزامیر ومعازف ہرقسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑ وفانوس وشامیانہ وفرش ودیگر تکلفات چشتیہ واسرافات بے جاکے علاوہ اہل وناا ہل وصالح وفاسق وعالم وجاہل وہندواور مسلمان وغیرہ کا کچھ تقید نہیں ہوتا سب کواذن عام رہتاہے اور اطراف واکناف سے بذریعہ خطوط واشتہارات لوگوں کو بلایا جاتاہے آیااس کاروائی کی قرآن وحدیث یافقہ وتصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارع یاصحابہ یامجتہدین وائمہ شریعت و طریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یانہ،وبرتقدیر ثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اور مسنون وموجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی مرتکب رہے اور دوسروں کو بھی راغب کرے حتی کہ اس کی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کاچرچا شروع ہوجائے اور ہوتاجائے تو ایسا شخص ضال ومضل ٹھہرے گایانہیں؟

(۲) اس فعل کا منسوب کرنا طرف آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جمیع اکابر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین ومشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول وعلی الصحابہ العدول وعلی من بعدہم من الاکابر الفحول میں داخل ہے یانہ؟

(۳) جس ملک کے لوگ محض نو مسلم اور احکام وارکان اسلام سے نہایت بے خبر ہوں گویا ابھی تک شریعت میں اُن کی بسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قرب زمانہ جاہلیت وحدیث العہد بالاسلام ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثر حق وباطل کی تمیز نہ رکھتے ہوں اور اعتقادًا وعملًا انواع شرک وبدعت میں گرفتار ہوں تو ایسوں کو اوّلًا عقائد اسلامیہ واحکامات شرعیہ کی تلقین ضرورتر ہے یاسب سے پیشتر فن موسیقی اور حقائق ودقائق تصوّف ومسئلہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے؟

(۴) ہرگاہ کہ ہر مسلمان پر بقدر استطاعت امر معروف ونہی منکر عمومًا اور پیر وپیشوائے قوم پر خصوصًا فرض ہے تو جس پیر کے اکثر مرید نامقید، عیاش طبع، نشہ خوار، مونچھیں دراز، ریش ندارد، اور صوم وصلاۃ وغسل وطہارت کے مقدمے میں غایت درجہ کے سست، ہاں ناچ رنگ وسماع وسرود کی خدمت میں چست ہوں اور وہ کسی کی کن ممکن سے غرض نہ رکھے سب کو راضی رکھے اور سب سے راضی رہے، پس ایسا پیر تارک فرض اور عاصی ہے یانہ؟ اور وہ پیر کس قسم کا پیر کہلائے گا ہدایت وارشاد کا یاضلالت والحاد کا؟

(۵) یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں، بتوں کو سجدہ کرنا ان کا باعث کفر نہیں ہوسکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا اور بُتوں سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امیدوارِ شفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار وافکار ومراقبات جوگیان ہنود سے لئے ہیں، اس قسم کے ہفوات ہدایت وارشاد کے باب سے ہیں یا در پردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں؟

الجواب:

جواب سوال اوّل:

جھاڑ، فانوس، شامیانہ، فروش وغیرہا مباحات فی انفسہا محظور نہیں جب تک نیۃً یا عملًا منکر شرعی سے منضم نہ ہوں بلکہ ممکن کہ نیت محمودہ سے محل محمود میں محمود ہوجائیں،

فان ذٰلك شان المباح يتبع النية	اس لئے کہ وہ مباح کی صفت ہے کہ وہ اچھی بری

حسنا وقبحا وتمحضا للاباحۃ کما نص علیہ فی البحر وغیرہ وقد بیناہ غیرمرۃ فی فتاوٰنا وراجع ماذکر الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم من حکایۃ ایقاد بعض الصالحین الف سرج فی مجلس الذکر فانکرہ بعضھم فقال تعال واطفیٔ ماکان منھا لغیر اللہ تعالٰی فلم یستطع اطفاء شیئ منھا[1]۔	نیت میں اس کے تابع ہوتا ہے اور اس لئے تاکہ اباحت خالص ہوجائے جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور ہم نے متعدد بار اسے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا ہے اور اس واقع کی طرف رجوع کیاجائے جو حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے احیاء العلوم میں ذکر فرمایا کہ ایک بزرگ نے مجلس ذکر میں ایک ہزارچراغ جلائے اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا(یعنی معترض ہوئے کہ یہ اسراف کیاگیاہے)انہوں نے معترضین سے فرمایاکہ آؤاور جو چراغ ان میں سے غیر خداکے لئے ہے اسے بجھادو، چنانچہ وہ ان میں سے کوئی ایک چراغ بھی نہ بجھاسکے۔(ت)

زینت مباحہ بہ نیت مباحہ مطلقًا اسراف نہیں، اسراف حرام ہے۔ قال تعالٰی:

"وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۟ "[2]	بے جا خرچ نہ کیاکرو کیونکہ اللہ تعالٰی فضول خرچی سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(ت)

اور زینت جب تک بروجہ قبیح یابہ نیت قبیحہ نہ ہوحلال ہے، قال تعالٰی:

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ"[3]	فرمادیجئے اس زیب وزینت کو کس نے حرام کیاہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔(ت)

اور حلال وحرام ایک نہیں ہوسکتے ہمیں شق قلوب وتطلع غیوب واساءت ظنون کاحکم نہیں بل نحسن الظن مھما امکن واللہ سبحٰنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر (بلکہ ہم اچھاگمان کرتے ہیں جب تک ممکن ہو، اور اللہ تعالٰی پاک ہے، دلوں کی پوشیدہ باتیں جانتاہے اور اچھے رازوں سے آشناہے۔ت) کوئی مجلس اگرفی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو نہ اس میں وہ باتیں ہوں جو اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے حسن وقبح میں مختلف ہوجائیں جیسے سماع مجرد کہ اہل کو مفید اور نا اہل کو مضر، نہ بوجہ

---

[1] احیاء العلوم کتاب آداب الاکل فصل یجمع آدابا الخ مطبعۃ المشھد الحسینی القاہرہ ۲/ ۲۰

[2] القرآن الکریم ۷/ ۳۱

[3] القرآن الکریم ۷/ ۳۲

دقت وغموض افہام قاصرہ پر موجب فتنہ ہوں جیسے حقائق ودقائق وحدۃ الوجود ومراتب جمع وفرق وظہور وبطون وبروزومکون وغیرہا مشکلات تصوف،نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجار وتکریم کفار وغیر ذٰلک افعال واحوال نانہجار منجر بہ انکار ہو،بالجملہ حالاً ومآلاً جملہ منکرات وفتن سے خالی ہو تو عموم اذن وشمول دعوت میں حرج نہیں بلکہ مجلس وعظ وپند بلحاظ پابندی حدود شرعیہ جس قدر عام ہو نفع تام ہو مگر محفل رقص وسرود اگر بفرض باطل فی نفسہ منکر نہ بھی ہوتی تو یہ تعمیم اسے منکر وناروا کردیتی سماع مجرد کو ائمہ محققین علمائے عاملین واولیائے کاملین نے صرف اہل پر محدود اور نااہل پر قطعاً مسدود فرمایا ہے،نہ کہ مزامیر محرمہ کہ خود منکر وحرام ہیں،سید مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والدّین گنج شکر وخلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیزمی باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع،مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود واز یاد حق خالی نباشد ومسموع انچہ گویند فحش ومسخرگی نباشد،وآلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد اینچنیں سماع حلال ست[4]۔	حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہیں چند چیزیں ہوں توسماع مباح ہوگا(۱) مسمع یعنی سنانے والا بالغ مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو(۲) مستمع یعنی سننے والا جو کچھ سنے وہ یاد حق پر مبنی ہو(۳) مسموع(جو کچھ سنا گیا) جو کچھ وہ کہیں وہ بیہودگی اور مذاق ولغو سے پاک ہو(۴) اسباب سماع: گانے بجانے کے آلات سارنگی،رباب وغیرہ،چاہئے کہ وہ مجلس کے درمیان نہ ہوں۔اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں تو سماع(یعنی قوالی) حلال اور جائز ہے۔(ت)

اُسی میں ہے:

یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمع کہ چنگ ورباب ومزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اندانچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است[5]۔	کسی شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ آستانہ کے بعض درویشوں نے اس محفل میں رقص کیا ہے جس میں چنگ ورباب اور مزامیر استعمال ہوئے آپ نے فرمایا انہوں نے اچھانہیں کیا کیونکہ جو کام ناجائز ہے اسے پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔(ت)

[4] سیر الاولیاء باب نہم درسماع ووجد ورقص مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۰۲۔۵۰۱

[5] سیر الاولیاء باب نہم درسماع ووجد ورقص مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۰

اسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد[6]۔	حضرت سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر اور حرام آلات درمیان میں نہ ہوں۔(ت)

خود حضور پرنور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ملفوظات طیبات فوائد الفواد شریف میں ہے: مزامیر حرام ست[7] (مزامیر حرام ہیں۔ت) احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں، اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جمیل رجیح صحیح بخاری شریف کافی ووافی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف[8]۔	ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔(ت)
حدیث صحیح جلیل متصل لامطعن فیہ سندا و لامتنا الاعند من ھوی فی ھوۃ الھوی کابن حزم و من مثلہ غوی وقد اخرجہ ایضا الائمۃ احمد وابو داؤد و ابن ماجۃ واسمٰعیل وابونعیم باسانید صحاح لا غبار علیہا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی فی کف الرعاع[9]۔	حدیث صحیح، جلیل القدر اور متصل سند والی ہے اس کی سند اور متن پر کوئی معترض نہیں سوائے اس کے جو خواہش نفس کے گہرے گھڑے میں گرگیا ہو اور بے راہ ہوگیا ہو جیسے ابن حزم اور اس جیسے دیگر لوگ، نیز اسے ائمہ کرام مثلاً امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، اسمٰعیل اور ابونعیم نے ایسی صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو شکوک وشبہات سے مبرّا ہیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگر ائمہ اور حفّاظ نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے، چنانچہ امام ابن حجر مکی نے کف الرعاع میں ارشاد فرمایا۔(ت)

[6] سیر الاولیاء باب نہم در سماع ووجد ورقص مؤسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۵۳۲

[7] فوائد الفواد

[8] صحیح البخاری کتاب الاشربہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۷

[9] کفّ الرعاع عن محرمات اللھو والسماع مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۲۷۰

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیاہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر چشت قدست اسرارہم کی طرف سماع مزامیر نسبت کرنا محض دروغ بیفروغ ہے ان کے اعاظم اجلّہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ پر افترا ہے، نیز ان کے تمام تمسکات واہیہ کاایک اجمالی جواب موضع صواب ان لفظوں میں گزارش کردیا ہے کہ بعض جہال بدمست یا نیم ملّا ہوس پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصّے یا محتمل واقعے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح، ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح، مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے، یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں، اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں میں نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے اسی قدر گناہ ووبال صاحب محفل وداعی پر بڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور اُن سب کاگناہ گانے بجانے والوں پر اور اُن کاان کا سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ اُن میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو مثلاً دس ہزار حضار کا مجمع ہے توان میں ہر ایک پر ایک ایک گناہ، اور فرض کیجئے تین اقوال تواُن میں ہر ایک پر اپناگناہ اور دس دس ہزارگناہ حاضرین کے، یہ مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا، کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی وبانی پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الٰی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لاینقص ذٰلك من اٰثامھم شیئا۔ رواہ الائمۃ احمد[10] والستۃ الاالبخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ (امام بخاری کے علاوہ امام احمد اور دیگر پانچ ائمہ کرام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند کے ساتھ اس کو روایت کیاہے۔ت)

ایسے محرمات کو معاذاللہ موجب قربت جاننا جہل وضلال اور ان پر اصرار کبیرہ شدید الوبال اور دوسروں

[10] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹، جامع الترمذی ابواب العلم ۲/ ۹۲، سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ حسنۃ ص۱۹، صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ حسنۃ اوسیئۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۹۷

کو ترغیب اشاعت فاحشہ واضلال، **والعیاذ باللہ من سوء الحال** (اللہ تعالٰی کی پناہ بُرے حال سے۔ت) رہار قص اگر اس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقًا ناجائز ہے زنان فواحش کا ناچ ہے اور متصوفہ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود و معلوم و مشہور ہے، جب تو بنصوص قطعیہ قرآنیہ حرام ہے **وقد تلوناھا فی فتاوٰنا** (اسے ہم نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے۔ت) اب اُسے مستحب وقربت جاننا درکنار مباح ہی سمجھنے پر صراحۃً کفر کا الزام ہے اور اگر کنتھکوں کا ناچ تثنی وتکسُّر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ ہے جب بھی حرام وموجب لعن ہے **کما نطقت بہ الاحادیث وصرح بہ شراح الحدیث** (جیسا کہ احادیث اس پر ناطق ہیں اور شارحین حدیث نے اس کی صراحت فرمائی ہے) اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ نہ خود موزوں، نہ منکرات پر مشتمل، نہ حالًا یا مآلًا فتنے کی طرف منجر، نہ اس کے فاعلین اہل ہیأت ووقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات بے وقر، توبایںہمہ قیود بھی اس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہوولغو ہے اور ہر لہوولغو ردوباطل اور ہر باطل کا ادنٰی درجہ مکروہ وناجائز۔ طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:

الرقص وھو الحرکۃ الموزونۃ علی میزان نغمۃ مخصوصۃ(والاضطراب وھوالحرکۃ غیرالموزونۃ فکل)واحد منھما(من)جملۃ(لعب غیرمستثنٰی)کل لعب ابن اٰدم حرام الاثلثۃ ملاعبۃ الرجل اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناصلۃ لقوسہ اخرجہ الحاکم فی المستدرك عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال صحیح علٰی شرط مسلم [11]۔	رقص، وہ نغمہ مخصوصہ کے ترازو پر ایک موزوں حرکت کا نام ہے۔ اضطراب، غیر موزوں حرکت کو کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے ہر ایک ان کھیلوں میں سے ہے جن کو شریعت نے مستثنٰی قرار نہیں دیا، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد وفرمان ہے کہ سوائے تین کھیلوں کے آدمی کا ہر کھیل حرام ہے، مشروع تین کھیل یہ ہیں: (۱) شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کے ساتھ اس کی سکھلائی کرتے اور تیاری کرتے ہوئے کھیلنا (۳) اپنی کمان کے ساتھ تیراندازی کرنا۔ چنانچہ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کی تخریج فرمائی اور فرمایا یہ حدیث شرط مسلم کے مطابق صحیح ہے۔(ت)

اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے زیر حکم نہیں کہ ع

سلطان نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بادشاہ بنجر اور غیر آباد زمین سے ٹیکس وصول نہیں کرتے۔ت)

[11] الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۱۸

بلکہ اگر شوقاً الٰی حضرۃ العزیز الودود جل وعلا ہے تو نعمت کبرٰی ودولت اعلٰی ہے تابکہ بخشند وکرا ارزانی دارند (تاکہ دیکھا جائے کہ وہ کس پر بخشش فرماتے ہیں اور کس کو ارزاں (سستا) دیتے ہیں۔ت) اور اگر باختیار وتصنّع ہو تو مدارنیت پر ہے اگر مجمع یامرای العین میں اظہار مشیخت وجلب قلوب کے لئے ہے قطعاً ریا وسمعہ ونفاق وحرام کبیر وشرک صغیر ہے، اب اس کی حرمت بھی ضرور اجماعیہ ہے فقہا نے اس پر قیامت کبرٰی قائم کی اور عبادت سمجھنے والے کو کافر لکھا، طریقہ وحدیقہ میں ہے:

ویدخل فیھا ای فی الرقص و الاضطراب (مایفعله بعض الصوفیة) الذین ینسبون انفسھم الی مذھب التصوف وھم مصرون علی انواع الفسوق والفجور بل ھو اشد لانھم یفعلونه علی اعتقاد العبادۃ فیخاف علیھم امر عظیم) وھو الکفر باستحلال الحرام (قال العلامۃ ابوبکر الطرطوسی رحمه اللّٰه تعالٰی اما الرقص والتواجد) الذی یوجب اللھو عن ذکر اللّٰه تعالٰی (فاول مااحدثه اصحاب السامری لما اتخذ لھم عجلا جسدا له خوار قاموا یرقصون علیه و یتواجدون) ای یظھرون الوجد بالفعل المحرم و ھو عبادۃ غیراللّٰه کما یفعل ھٰؤلاء یاکلون الحشیش و یرقصون من نشاط نفوسھم بالمحرم القطعی والکبر والاعجاب ویتواجدون بالوجد الشیطانی	اور اس رقص واضطراب میں وہ کام بھی داخل اور شامل ہے جو بعض صوفیاء کیا کرتے ہیں جو اپنے آپ کو طریقہ تصوّف کے ساتھ منسلک گردانتے ہیں حالانکہ وہ کئی قسم کے فسق وفجور اور زیادہ سخت قسم کے جرائم پر اصرار کرتے ہیں اس لئے کہ وہ یہ کام عبادت کے اعتقاد کے ساتھ کرتے ہیں لہٰذا (اس عقیدہ کے باعث) ان پر امر عظیم کا خطرہ اور خوف ہے اور حرام کو حلال کہنے کی وجہ سے یہ کفر ہے۔ چنانچہ علامہ ابوبکر طرطوسی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ رقص اور اظہار وجد جو یادالٰہی سے بے خبر اور غافل کر ڈالے اسے سب سے پہلے ایجاد کرنے والے سامری کے احباب تھے۔ جب سامری نے ان کے لئے بچھڑا تیار کیا یعنی بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا تو اس میں سے بچھڑے کی آواز آنے لگی، وہ آواز سن کر سامری کے ساتھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے آگے ناچنے اور جھومنے لگے اور وجد کا اظہار کرنے لگے یعنی حرام فعل سے اظہار وجد کرتے رہے جو کہ غیر خدا کی عبادت ہے اور قطعی حرام، تکبر وخود پسندی کا طریقہ ہے جیسے یہ لوگ کرتے ہیں، بھنگ پیتے ہیں اور اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے ناچتے ہیں،

والشهوات النفسانية بين الفسقة المختلطين بالمردان الحسان الوجوه علی سماع الطنابير والزمور فهودين الكفار وفی التاتارخانية الرقص فی السماع للآلات المذكورة بالحالة المزبورة (لايجوز) فعله و لاحضوره (وفی الذخيرة انه كبيرة وقال البزازی قال القرطبی حرام بالاجماع ورأيت فتوی شيخ الاسلام جلال الملة والدّين الكيلانی ان مستحل هذا الرقص) الموصوف بما ذكرنا من المحرمات القطعية (كافر لما علم ان حرمته بالاجماع [12] اھ ملخصين و تمام الكلام فيهما۔	ستار وغیرہ سے راگ سنتے ہیں، فاسقوں کے درمیان شیطانی اور شہوانی جذبات کے ساتھ اظہارِ وجد کرتے ہیں، بے ریش خوبصورت لونڈوں سے اختلاط اور میل جول رکھتے ہیں۔ بس یہ کفار کا طریقہ کار ہے۔ چنانچہ تتار خانیہ میں ہے کہ بیان کردہ حالات کے مطابق آلات راگ کی وجہ سے سماع کے موقع پر ناچ کرنا جائز نہیں اور نہ وہاں حاضر ہونا درست ہے، اور ذخیرہ میں ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ بزازی نے قرطبّی کے حوالے سے ذکر کیا کہ یہ قطعی اور بالاتفاق حرام ہے، چنانچہ شیخ الاسلام جلال الملۃ والدّین کیلانی کا میں نے فتوٰی دیکھا وہ فرماتے ہیں اس رقص کو حلال کہنے والا کافر ہے اس لئے کہ یہ ہمارے ذکر کردہ محرمات سے موصوف (اور ان پر مشتمل ہے) کیونکہ یہ معلوم شدہ ہے کہ اس کی حرمت بالاجماع ہے (خلاصہ کرنے والوں کی عبارت پوری ہو گئی) اور پورا کلام اس میں ہے (ت)

اور اگر خلوت و تنہائی محض میں جہاں کوئی دوسرا نہ ہو بہ نیت محمودہ مثل تشبُّہ بہ عشّاق والہین یا جلب حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق و حقیقت سے بعید ہے اور ارجح یہ ہے کہ ان نیّتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے کہ **من تشبه بقوم فهو منهم** [13] (جب کوئی شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ اسی میں شمار ہوتا ہے۔ ت)۔

ان لم تكونوا امثلهم فتشبهوا ان التشبه بالكرام فلاح [14]

(اگر تم ان جیسے نہیں ہو پھر ان جیسی صورت بناؤ یعنی ان سے مشابہت اختیار کرو کیونکہ شرفاً سے مشابہت اختیار کرنا ذریعہ کامیابی ہے۔ ت)

[12] الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۱۹-۵۱۸

[13] مسند امام احمد بن حنبل حديث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۰

[14] الحديقة الندية الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۶

اور سچی نیت سے نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ھذا القراٰن نزل بحزن وکابۃ فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا۔ رواہ ابن ماجۃ[15] ومحمد بن نصر فی الصّلٰوۃ والبیہقی فی الشعب۔	بیشک قرآن غم و کرب کے ساتھ اُترا ہے تو جب اسے پڑھو تو روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ(ابن ماجہ اور محمد بن نصر نے کتاب الصّلٰوۃ ار امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے۔ت)

حدیقہ ندیہ میں بعد عبارتِ مذکورہ بیاناتِ نفیسہ ناصحہ مقبولہ ہے:

| فان طریق الواجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان وبعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نوروھدایۃ واثر توفیق من اللہ تعالٰی وعنایۃ الی ان نقل عن حسن التنبہ للعلامۃ النجم الغزی انہ قال بعد ذکر الوجد والتواجد عن اکابر الائمۃ واما من اظھر ھذہ الاحوال تعمدا للتوصل الی الدنیا اولتعتقدہ الناس ویتبرکوا بہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات والمعاصی الموبقات[16] اھ ثم قال فی الحدیقۃ ولاشك ان التواجد وھو تکلف الوجد واظھارہ من غیران | اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جسے اس زمانہ کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں جیسا کہ پہلے زمانہ کے لوگ جانتے تھے ایک نور ہدایت اور اللہ تعالٰی کی توفیق اور اس کی عنایت کا اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ حسن التنبہ میں علامہ النجم الغزی سے نقل فرمایا کہ علامہ موصوف نے اکابر ائمہ سے وجد اور تواجد کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا لیکن جس نے ان حالات کو دانستہ دنیا تک رسائی حاصل کرنے اور دنیا طلبی کے لئے ظاہر کیا کہ لوگ اس کے معتقد ہو جائیں اور اس سے برکت حاصل کریں تو یہ رویہ انتہائی قبیح اور مہلک ہے اور تباہ کن جرائم اور گناہوں میں شامل ہے اھ، پھر حدیقہ ندیہ میں فرمایا: بلاشبہ تواجد بناوٹی اور نمائشی وجد ہے بغیر حقیقی وجد کے۔ اور اس میں حقیقی اہل وجد |

[15] سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلٰوۃ باب فی احسن الصوت بالقرآن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۹۶، شعب الایمان حدیث ۲۱۴۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۸۸

[16] الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۳تا۵۲۵

یکون لہ وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنھما وانما کان المتشبہ بالقوم منھم لان تشبھہ بھم یدل علی حبہ ایاھم ورضاہ باحوالھم و افعالھم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الرجل اذا رضی ھدی الرجل وعملہ فھو مثل عملہ رواہ الطبرانی من حدیث عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ (الی ان قال بعد ما اطال واطاب کما ھو دابہ قدس سرہ) اما تکلف الوجد علی الوجہ الصحیح لاجل التشبہ بالصالحین ولغیر ذٰلک من المقاصد الحسنۃ فقد اشار الیہ العلامۃ الشیخ القشیری فی اوائل رسالتہ المشھورۃ حیث قال التواجد استدعاء الوجد بضرب اختیار ولیس لصاحبہ کمال الوجد	کے ساتھ تشبہ یعنی مشابہت ہے اور یہ جائز بلکہ شرعًا مطلوب ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت فرمایا: کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنے والا کیوں اسی قوم میں شمار کیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کا کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شخص کی ان لوگوں سے دلی محبت ہے اور یہ ان کے حالات وافعال (اور روش) پر راضی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مرد کسی شخص کی سیرت اور اس کے عمل سے خوش اور راضی ہو تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے بھی وہی عمل کیا۔ امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے یہاں تک کہ اپنی طویل پاکیزہ گفتگو کے بعد جیسا کہ علامہ موصوف کی عادت ہے ارشاد فرمایا رہا یہ کہ وجہ صحیح کے مطابق نمائشی وجد برائے مشابہت صلحاء وبرائے دیگر مقاصد نیک تو یہ ٹھیک اور درست ہے جیسا کہ علامہ شیخ قشیری نے اپنے رسالہ مشہورہ کی ابتداء میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا "تواجد" کسی نوع کے اختیار سے اپنے آپ پر حالت وجد طاری کرنے کا

اذ لو کان لکان واجد او باب التفاعل اکثرہ علی اظہار الصفۃ ولیست کذلک،فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبہ لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوالوجد ان ھذہ المعانی واصلھم خبر الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوافان لم تبکوافتباکوااھ وفی شرعۃ الاسلام قال ومن السنۃ ان یقراء القراٰن بحزن ووجد فان القراٰن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن اھ والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امر مطلوب مرغوب فیہ علی کل حال[17] اھ بالاختصار۔	نام ہے جبکہ صاحب وجد میں کمال وجد نہ ہو (یعنی کماحقہ وجد نہ ہو) اس لئے کہ اگر اس میں حقیقی وجد ہوتا تو وہ واجد (وجد کرنے والا) کہلاتا کیونکہ تواجد باب تفاعل ہے اور یہ زیادہ تر حقیقت کی بنا پر نہیں، بلکہ بناوٹی و نمائشی اظہار صفت کے لئے آتا ہے اسی لئے بعض علم والے کہتے ہیں کہ "تواجد" صاحب تواجد کی طرف سے مسلّم یعنی تسلیم شدہ اور ٹھیک نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ یہ تکلف پر مبنی ہوتا ہے اور حقیقت سے بعید ہوتا ہے جبکہ کچھ لوگوں نے فرمایا کہ ان فقراء کے لئے درست ہے جو مجرّد ہوں اور ان معانی کے پالینے کے منتظر اور خواہاں ہوں جو مطلوب و مقصود ہیں اور ان کی دلیل حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگو! کم ہنسو اور زیادہ رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونی صورت ہی بنالیا کرو۔ شرعۃ الاسلام میں فرمایا سنّت یہ ہے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ وجد سے پڑھے اس لئے کہ قرآن مجید غم کے ساتھ نازل ہوا ہے اور اگر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو غمگین صورت ہی بنالی جائے اھ مختصر یہ کہ تکلفِ کمال بھی منجملہ کمال ہے یعنی کسی کمال میں بناوٹ اور نمائش اختیار کرنا بھی کمال میں شامل ہے اور جو شخص اولیاء اللہ میں سے نہ ہو اس کا اولیاء اللہ سے مشابہت اختیار کرنا ایسا امر مطلوب ہے جو بہر حال لائق توجہ ہے، اختصار سے عبارت مکمل ہوگئی ہے۔(ت)

بالجملہ وجد صوفیہ کرام طالبین صادق اصلا محل طعن نہیں اور در بارہ امر قلب ونیت باطن صادق وکاذب میں تمیز مشکل اور اساءت ظن حرام و باطل "وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ"[18] (اللہ تعالٰی

[17] الحدیقۃ الندیۃ الصنف التاسع مکتبۃ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۲۵تا۵۲۷

[18] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰

فسادی اور مخلص دونوں کو جانتا ہے۔ت) ردالمحتار میں نورالعین فی اصلاح جامع الفصولین اور اسی میں علامہ تحریر ابن کمال باشاوزیر سے ہے۔

ولاالتمایل ان اخلصت من باس	مافی التواجد ان حققت من حرج
دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس[19] الخ	فقمت تسعی علی رجل وحق لمن

(اگر تواجد سچا اور حقیقی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اضطراب (لڑکھڑانے) میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو پھر تو پاؤں پر کھڑا رہ کر دوڑ لگا تا رہ، اور اس کے لئے حق ہے جس کو اس کا مولا بلائے تو وہ اپنے سر کے بل دوڑتا ہوا جائے الخ۔ت)

واللہ سبحٰنہ، وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم:

اُن محرمات اباطیل کو معاذاللہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت ضرور حضور میں سوئے ادب اور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء وکذب ہے،

"وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠" [20] "اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ" [21]	یہی کھلا گناہ ہے اور جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔(ت)

پھر جمیع صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا نام لے دینا کیا جائے ادب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پر ہے، ان کے ارشادات اوپر گزرے، اور حضرت مولانا فخر الدین زراوی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے زمانہ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریئ عن ھٰذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی[22]۔	یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس تہمت مزامیر سے مبرا ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ کہ کمال صنع خداوندی جل وعلا پر آگاہ کریں۔(ت)

[19] ردالمحتار باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰۸

[20] القرآن الکریم ۴/ ۵۰

[21] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[22] کشف القناع عن اصول السماع

بالجملہ ائمہ عارفین وارثان انبیاء ومرسلین علیہم الصلٰوۃ والسلام اجمعین ضرور ان بہتانوں سے منزّہ ہیں، حکایت بے سروپا رطب ویابس بے سند معتمد قابل قبول نہیں نہ خلاف بعض مذہب جمہور خصوصًا تحریحات جلیلہ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذ وتلفیق بے تحقیق کاہر شخص کو اختیار ہے مغلوبین حال کے افعال، احوال، اقوال، اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تقلید۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

در حق او شہد ودر حق تو سم　در حق اومدح ودر حق توذم

در حق او ورد ودر حق توخار　در حق اونور ودر حق تو نار [23]

(اس کے حق میں شہد ہے جبکہ تیرے لئے زہر ہے، اس کے حق میں تعریف ہے جبکہ تیرے حق میں برائی ہے، اس کے لئے تو پھول اور تیرے لئے کانٹا ہے، اس کے حق میں نور ہے جبکہ تیرے حق میں نار (آگ) ہے۔ت)

بالفرض اگر زید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعوی کرے اور مان بھی لیا جائے تو ایک زید وارفتہ وبیخود سہی یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم وازدحام کرایا جاتا ہے کیا یہ بھی سب خدار سیدہ مغلوب الحال ہو کر آئے ہیں یا دنیا بھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں، اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع کی تحریم اور بانی کی تاثیم میں اصلًا شک نہیں **فانما علیك اثم الاریسیسین** (لہٰذا کاشتکاروں کا گناہ تمہارے سر ہے۔ت) **واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔**

جواب سوال سوم:

بدیہیات دینیہ سے ہے کہ اوّلا عقائد اسلام وسنت پھر احکام صلٰوۃ وطہارت وغیرہا ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب وپسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اس کا ہلکا درجہ لغو وفضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وحدۃ الوجود وحقائق ودقائق تصوف جس طرح صوفیہ صادقہ مانتے ہیں (نہ وہ جسے متصوفہ زنادقہ جانتے ہیں) ضرور حق وحقیقت ہے مگر اس میں اکثر ذوق ہے کہ ان مقامات عالیہ پر وصول کے بعد منکشف ہوتا ہے زبانی تعلیم وتعلم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے جسے عوام تو عوام آج کل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے

---

[23] مثنوی شریف وحی آمد از حق تعالٰی بعتاب موسٰی الخ دفتر دوم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۴۴

اور خود اکثر یہ جو پیرو مشائخ بنتے ہیں طوطے کی طرح چند لفظ یاد کرلینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے پھر کون سکھائے گا اور کون سیکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ ایک تو ان انگھڑ بتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب کچھ ہے اور سمجھے کچھ، دوسرے ان معانی کے لئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثر حال ہے نہ قال۔ تیسرے اس پر طرہ کہ ان صاحبوں کی کج مج بیانی کہ جس قدر دونوں پہلو حق وحقیقت کے سنبھالے ہوئے بیان میں لاسکتے تھے یہ بتانے والے حضرات اُتنے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور اگر قدرت ہو بھی تو حفظ دین وایمان کی پرواکسے، چوتھے ان سب پر بالا اُن جاہلوں بے تمیزوں کی کودنی جنہیں یہ حقائق ودقائق سکھائے جائیں گے انہیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں ان متشابہات کو کون سمجھے گا۔ غرض اس کا اثر ضرور ان کا بگڑنا فتنے میں پڑنا زندیق مرتد یا ادنٰی درجہ گمراہ بددین ہوجانا ہوگا وبس۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما انت محدث قوما حدیثا لاتبلغہ عقولھم الاکان علی بعضھم فتنۃ۔[24] رواہ ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کرے گا جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پر فتنہ ہوگی (امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارح جامع صغیر پھر سیّدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں:

ان العامی اذا زنی او سرق خیرالہ من ان یتکلم فی العلم باللہ من غیر اتقان فیقع فی الکفر من حیث لا یدری کمن یرکب لجۃ البحر ولایوف السباحۃ و مکائد الشیطان فیما یتعلق بالعقائد والمذاھب لا تخفی[25]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	کوئی عام آدمی بدکاری اور چوری کرے تو باوجود گناہ ہونے کے اس کے لئے یہ عمل اتنا مہلک اور تباہ کن نہیں جتنا بلا تحقیق علم الٰہی کے بارے میں کلام کرنا مہلک ہے کیونکہ بلا تحقیق اور بغیر پختگی علم کے کہیں وہ کفر کا مرتکب ہوجائے گا اور اسے علم بھی نہیں ہوگا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیرنا جانے بغیر دریا کی موجوں اور لہروں پر سوار ہونے کے، اور شیطان کی فریب کاریاں جو عقائد اور مذاہب سے

[24] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابن عباس حدیث ۲۹۰۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۲

[25] الحدیقۃ الندیۃ النوع الحادی والعشرون سؤال وتفتیش العوام عن کنہ ذات اللہ وصفاتہ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ۲/ ۲۷۰

تعلق رکھتی ہیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں، اور اللہ تعالٰی سب کچھ خوب جانتا ہے۔(ت)

جواب سوال چہارم:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اس کا تارک آثم و عاصی، اور ان نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی واُخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں اور اہلسنّت وغیرھم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالٰی:

"لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۝ [26] كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۝" [27]	بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد و عیسٰی بن مریم کی زبان سے، یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا برے کام سے، ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور ان کا یہ فعل سخت برا تھا۔

اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی: الٰہی! انہیں لعنت کر اور لوگوں کے لئے نشانی بنادے۔ بندر ہوگئے۔ اہل مائدہ پر عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی دعا کی، سور ہوگئے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علٰی بعض ثم لیلعننکم کما لعنھم۔ رواہ [28] ابوداؤد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا مختصر۔	یوں نہیں، خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کروگے اور ضرور نہی عن المنکر کروگے یا ضرور اللہ تعالٰی تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا جیسی ان بنی اسرائیل پر۔ (امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، یہ مختصر ہے۔(ت)

مگر یہ امر و نہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب، تو بحال عدم وجوب اس کے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض

---

[26] القرآن الکریم ۵/ ۷۸

[27] القرآن الکریم ۵/ ۷۹

[28] سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنھی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۴۰

صور میں شرع ہی اسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو، یونہی اگر جانے کہ بے سود ہے کار گرنہ ہوگا تو خواہی نخواہی چھیڑنا ضرور نہیں خصوصًا جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پارہا ہو، مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یا عقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر وپابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ ان پر اصرار کیجئے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑدیں گے وہ رغبت نماز وتعلم عقائد بھی جائے گی تو ایسی حالت میں بقدر تیسر انہیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت وحالت، ترک امر ونہی نہیں بلکہ اسی کی تدبیر وسعی ہے۔

"وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ الۡمُفۡسِدَ مِنَ الۡمُصۡلِحِ ؕ" [29] "وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۵۴﴾" [30]	اللہ تعالٰی فسادی اور مصلح دونوں سے واقف ہے اور وہ سینے میں پوشیدہ راز جاننے والا ہے۔ (ت)

بستان امام فقیہ سمرقند پھر محیط پھر ہندیہ میں ہے:

ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رایہ لوامر بالمعروف یقبلون ذٰلك منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولایسعہ ترکہ ولو علم باکبر رایہ انہ لوامرھم بذٰلك قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل وکذٰلك لو علم انھم یضربونہ ولا یصبر علی ذلك ویقع بینھم عداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل،ولوعلم انھم لو ضربوہ و صبر علی ذٰلك ولایشکو الی	امر بالعروف کی متعدد قسمیں ہیں، اگر کوئی اپنے غالب گمان کی بناپر سمجھتا ہے کہ اگر اس نے امر بالمعروف کیا تو لوگ اس کی بات تسلیم کریں گے اور گناہ سے باز آجائیں گے تو ایسی صورت میں اس پر امر بالمعروف واجب ہوتا ہے یعنی اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس کے امر بالمعروف کاالٹا اثر ہوگا لوگ الزام تراشی اور گالی گلوچ سے کام لیں گے تو اس صورت میں امر بالمعروف نہ کرنا افضل ہے۔ اسی طرح اگر جانتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے کی صورت میں لوگ زدوکوب کریں گے اور یہ اسے برداشت نہیں کرسکے گا اور باہمی عداوت وخانہ جنگی کی صورت پیدا ہو جائے گی تو ایسی

[29] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰

[30] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۴

احد فلا بأس بان ینھی عن ذٰلك وھو مجاھد ولو علم انھم لایقبلون منہ ولایخاف منہ ضربا ولاشتما فھو بالخیار والامر افضل[31]۔	صورت حال میں بھی امر بالمعروف کاترک کردینا افضل ہے۔اور اگراسے معلوم ہے کہ لوگ مشتعل ہوکر اسے اذیّت پہنچائیں گے مگر وہ صبر کرلے گا اور سختی برداشت کرلے گا اور کسی سے شکوہ شکایت نہیں کرے گا تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی صورت حال میں اس کا عمل ایک مجاہد کاسا عمل متصور ہوگا،اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات تونہیں مانیں گے البتہ کسی سخت رَدِّ عمل کااظہار بھی نہیں ہوگا(یعنی نہ ماننے کے باوجود مارپٹائی اور گالی گلوچ سے کام نہیں لیں گے)تواس صورت میں اسے اختیار ہے کہ امر بالمعروف سے کام لے یانہ لے البتہ یہاں امر بالمعروف افضل ہے۔(ت)

لیکن پیری مریدی اگردل سے ہے تووہاں ایسی صورت کاپیدا ہونا جس میں امر ونہی منجر بضرر ہوں ظاہرًا نادر ہے ایسے متبوعوں مقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدر قدرت ضرورلازم،اور اسی میں ادنٰی اتباع کے حق سے ادا ہونا ہے جو باوصف قدرت وعدم مضرت ان کے سیاہ وسپید سے کچھ مطلب نہ رکھے بلکہ ہر حال میں خوش گزر ان کی ٹھہرائی خواہ یوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پروانہ رکھتا ہو جیسے آج کل کے بہت آزاد متصوّف یاکسی دنیوی لحاظ سے پابندی شرع کو نہ کہتاہو جیسے درصورت امر ونہی اپنے پلاؤ و قورمے یاآؤ بھگت پر خائف تو یہ ضرور پیر غوایت ہے نہ کہ شیخ ہدایت۔واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم:

ہنود قطعًا بت پرست مشرک ہیں وہ یقینا بتوں کو سجدہ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اورانہیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر،ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعًا اجماعًا یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے،نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملّت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اس میں صراحۃً تکذیب قرآن و مضادت رحمٰن ہے۔شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال ابن الھمام وبالجملۃ فقد ضم الی	محقق ابن الہمام نے فرمایا حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان

[31] فتاوٰی ھندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب السابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۵۳۔۳۵۲

تحقیق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقا، کترك السجود لصنم وقتل نبی او الاستخفاف بہ او بالمصحف او الکعبۃ[32] الخ۔	کے لئے چند امور کے اثبات کا انضمام کیا جائے گا اور ان میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی جیسے بُت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا الخ۔ (ت)

اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے:

ھذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعۃ من الشرائع فکان شبھۃ دارئۃ لکفر فاعلہ بخلاف السجود لنحو الصنم اوالشمس فانہ لم یرد ھو ولامایشابھہ فی التعظیم فی شریعۃ من الشرائع فلم یکن لفاعل ذٰلك شبھۃ لاضعیفۃ و لاقویۃ فکان کافرا ولانظر لقصد التقرب فیما لم ترد الشریعۃ بتعظیمہ بخلاف من وردت بتعظیمہ[33]۔	یہ جنس، والد کے لئے ثابت ہے اگرچہ کسی زمانے یا کسی شریعت میں ہو پس یہ شبہہ کفر فاعل کے لئے دافع ہوگا بخلاف اس کے کہ مثل بت یا سورج کو سجدہ کیا جائے کیونکہ وہ اور جو بھی اس کے مشابہ ہو تعظیم میں، کسی شریعت میں وارد نہیں ہوا لہٰذا اس کام کے کرنے والے کے لئے کوئی ضعیف اور قوی شبہہ نہیں بس کرنے والا کافر ہے اور جس کی تعظیم کے لئے شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا ارادہ تقرب کے لئے اسے نہیں دیکھا جائے گا بخلاف اس کے جس کی تعظیم کے لئے شریعت وارد ہوئی۔ (ت)

شفا شریف میں ہے:

کذٰلك نکفر بکل فعل اجمع المسلمون انہ لایصدر الامن کافروان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ ذٰلك الفعل السجود للصنم وللشمس	اسی طرح سب ایسے کام جن کا صدور کفار سے ہوتا ہے اگر وہ دعوی اسلام کے باوجود وہ کام کرے تو اس کی تکفیر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ہم بھی اس کی تکفیر کرتے ہیں جیسے چاند،

[32] منح الروض الازھر شرح فقہ الاکبر استحلال المعصیۃ ولوصغیرۃ کفر مطبع مصطفی البابی مصر ص ۱۵۲

[33] الاعلام بقواطع الاسلام لابن حجر مکی الھیتمی مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۴۸

والقمر والصلیب والنار[34] الخ۔	سورج یا کسی بت یا صلیب اور آگ وغیرہ کے آگے سجدہ کرنا الخ (ت)

اُسی میں ہے:

کل مقالة صرحت بنفی الربوبیة او الوحدانیة او عبادة احد غیراللہ او مع اللہ فھی کفر کمقالة الدھریة والذین اشرکوا بعبادة الاوثان من مشرکی العرب واھل الھند والصین[35] اھ مختصرًا۔	ہر ایسی گفتگو جس سے نفی ربوبیت یا نفی الوہیت کی تصریح اور اظہار ہوتا ہو یا اللہ تعالٰی کے سوا کسی کی عبادت یا اللہ تعالٰی کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا کفر ہے جیسے دہریوں کی گفتگو اور مشرکین عرب میں سے ان لوگوں کی گفتگو جو بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہوئے اور اہل ہند اور اہل چین کی گفتگو اھ مختصرًا (ت)

اذکار افکار مراقبات کا جوگیوں سے لیا جانا افترائے بیہزہ ہے اور ممکن وشاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہر سکتی نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بت پرست قوم کتابی مشرکین ہنود کے شرک وکفر کا منکر ان اقوال مخذولہ تعظیم وشفاعت اصنام کا مظہر ضرور بددین گمراہ ملحد کافر ہے، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ شفا شریف میں ہے:

ولھذا نکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم او شك اوصحح مذھبھم وان اظھر مع ذلك الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ من خلاف ذٰلک[36]۔	لہذا ہم ان لوگوں کی تکفیر فرماتے ہیں جو ملت اسلامیہ نہ رکھنے والوں کا طریقہ اختیار کرتے ہیں یا ان کے معاملہ میں توقف یا شک کرتے ہیں یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دیتے ہیں اگرچہ باوجود اس روش کے اسلام کا اظہار کریں اور اس پر عقیدہ رکھیں اور اپنے بغیر ہر مذہب کو باطل یقین کریں یہ لوگ کافر ہیں اس لئے کہ انہوں نے اس چیز کا اظہار کیا جس کے خلاف ان سے ظاہر ہوا۔ (ت)

[34] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعة الشرکة النعمانیة ۲/ ۲۷۲
[35] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعة الشرکة النعمانیة ۲/ ۲۶۸
[36] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعة الشرکة النعمانیة ۲/ ۲۷۱

عجب شان الٰہی ہے یہی ناپاک وبیباک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذاللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کرکے مشرک ہوئے، یہی باتیں یہ لوگ انبیاء اولیاء کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں، اب یہی مردود وملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کے لئے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی ان کی تعظیم حتی کہ انہیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی توانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرتے ان سے شفاعت مانگتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم نسأل اللہ العفو والعافیۃ (گناہوں سے بچنے اور نیکی اپنانے کی طاقت بجز اللہ تعالٰی بلند مرتبہ عظیم القدر کی توفیق کے کسی میں نہیں ہم اللہ تعالٰی سے عفو وعافیت مانگتے ہیں۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ **مسائل سماع** ختم ہوا۔